انڈویجوئل لینڈ

انفرادی آزادی کے لئے کوشاں

KYI

Karachi Youth Initiative

لیاری کے بیٹے

سچی کہانی پر مبنی

لیاری کے بیٹے

سچی کہانی پر مبنی

فہرست

یہ کیسا کھیل ہے؟ ____ ۲
ایک سفر ____ ۱۰
میرے ساتھی میرے دوست ____ ۱۶
میرے علاقے کے کھیل ____ ۲۱
راہِ راست ____ ۲۴
لیاری کی شان ____ ۲۸

کونٹینٹ ڈیویلپر (لکھاری)

سندس سیدہ، ذولفقار حیدر
یحیٰی احمد، فرحان خالد

کوارڈینیشن

سید فہد الحسن

ڈیزائنر

عدیل امجد، ڈاٹ لائینز

پبلیشر

انڈو یجوئل لینڈ پاکستان

انڈویجوئل لینڈ
انفرادی آزادی کے لئے کوشاں

KYI
Karachi Youth Initiative

پیارے قارئین!

اسلام وعلیکم!

بچپن میں گلیوں میں کھیلنا کودنا، گروپوں میں بٹ جانا، ایک دوسرے پر برتری حاصل کرنے کے لیے کبھی ہوم ورک جلدی ختم کرنے کا مقابلہ کرنا اور کبھی ریس لگانا اور جیت پر خوشی میں خود کو ان سے بہتر سمجھنا یہ سب وہ کام ہیں جو سب ہی لوگ بچپن میں کرتے ہیں اور پھر ایک دوسرے سے برتری لے جانے کی عادات پختہ ہوتی چلی جاتی ہیں۔ یہ عادات کھیل کے میدان تک ہی محدود رہیں تو ہی اچھا ہے، کسی کو نیچا دیکھانے کے لیے ہمیں کسی ناجائز کام یا چیز کا سہارا نہیں لینا چاہیئے۔ پرویز کی کہانی بھی کچھ ایسی ہی ہے جس نے مار کٹائی کر کے خود کو منوایا اور اب اس کا نام پورے لیاری میں جانا جاتا ہے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ مار کٹائی کرنا بھی تو ایک ناجائز کام ہے۔

میں اس مار کٹائی کی بات کر رہی ہوں جو ایک رنگ میں کھیلی جاتی ہے، جی ہاں! باکسنگ۔ جس کھیل میں دو مخالف ٹیموں کے لوگ ایک دوسرے سے سلام کر کے آغاز کرتے ہیں اور ہارنے والا جیتنے والے کے گلے مل کر مبارک دیتے ہوئے اس کا اختتام کرتا ہے۔ کھیل چاہے کوئی بھی ہو اس کی وجہ سے انسان بہت سی معاشرتی بیماریوں سے دور رہ سکتا ہے جس میں نشہ، سگریٹ نوشی اور دوسری بری عادات شامل ہیں۔ اس کے علاوہ وقت نہ ملنے کی وجہ سے بے شمار معاشرتی بیماریوں سے بھی دور رہا جا سکتا ہے۔ میری گذارش ہے کہ اگر آپ اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتے ہیں تو کھیل کے میدان میں کریں۔

پرویز کی کہانی پڑھیے جس نے اپنے خواب کو حقیت میں ڈھالنے کے لیے انتھک محنت کی، اس نے باکسنگ کے کھیل کو اپنا پیشہ بنایا اور آج وہ پولیس کو باکسنگ کی تربیت دینے کے ساتھ ساتھ ایک باکسنگ کلب کا کوچ بھی ہے جس کے نوجوان بین الاقوامی سطح پر کھیل کر ملک و قوم کا نام روشن کر رہے ہیں۔ پیارے نوجوانوں آپ بھی اپنے خوابوں کو حقیقت میں ڈھالنے کے لیے اگر جائز راہ کا انتخاب کریں تو مجھے یقین ہے کہ نیک نامی اور کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ بجائے اس کے کہ آپ کسی ایسی راہ کا انتخاب کریں جس کی کوئی منزل نہیں وہ ایک اندھیری کھائی ہے جہاں سے نکلنا ناممکن ہے۔

آیئے ہم عہد کریں ہم اپنے ملک و قوم کا نام روشن کریں گے! اپنے جائز خوابوں کو سچ کر دیکھائیں گے۔

کہانی کے اصلی کردار کی شناخت کو ظاہر نہ کرنے کے لئے فرضی ناموں کا استعمال کیا گیا ہے۔

یہ کیسا کھیل ہے؟

شہباز جیسے ہی گھر کے دروازے سے اندر داخل ہوا تو اس کی ماں اس کے چہرے پر زخم دیکھتے ہی اس کی جانب لپکی۔ "میرے اللہ! یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ یا اللہ میرا بچہ کس قدر تکلیف میں ہے۔تمہارا یہ حال کس نے کیا؟ کس سے لڑ کر آئے ہو؟"۔شہباز اچانک اتنے سوالات سے بوکھلا کر کچھ بول ہی نہیں پا رہا تھا۔ جیسے ہی ماں نے تھوڑا توقف کیا تو شہباز نے کہا" میں کسی سے لڑ کر نہیں آیا، میں باکسنگ کھیل کر آیا ہوں، اور یہ چھوٹی چھوٹی چوٹیں ہیں ان سے کچھ نہیں ہوتا آپ پریشان مت ہوں"۔ماں نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا" لعنت ہو تمہارے ان کھیلوں پر، یہ مار کٹائی بھی بھلا کوئی کھیل ہے"۔ شہباز ماں کی جانب دیکھ کر مسکرا دیا۔ ماں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر شہباز نے ماں کو تسلی دینے والے انداز میں بولنا شروع کیا" ماں! آپ کو معلوم ہے کہ باکسنگ کا شمار دنیا کے مشہور ترین کھیلوں میں ہوتا ہے"۔ماں نے حیرت سے کہا" لیکن یہاں تو ہر طرف فٹبال ہی نظر آتا ہے، تمہارے والد، چچا اور تایا سب نے یہ ہی کھیل کھیلا ہے، تم کس مار کٹائی والے کھیل کی طرف جا رہے ہو؟"۔شہباز نے کہا" مجھے کچھ نہیں ہو گا آپ پریشان نہیں ہوں"۔

ابھی ماں بیٹا اسی بحث میں الجھے ہوئے تھے کہ شہباز نے اپنے ماموں کو دروازے میں کھڑا دیکھا، نا جانے وہ کب سے کھڑے ماں بیٹے کی باتوں

سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ جیسے ہی انہوں نے شہباز کو اپنی جانب دیکھتا پایا، وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھے۔شہباز نے ماموں سے سلام دعا کرنے کے بعد اُن کو کہا " ماموں آپ ہی ماں کو سمجھائیں، میں کچھ الگ کرنا چاہتا ہوں، کیا یہ ضروری ہے کہ میں بھی باپ دادا کی طرح فٹ بال ہی کھیلوں" ؟۔ماموں نے پیار سے شہباز کی جانب دیکھا اور کہا" نہیں، تمہارا جو دل کرتا ہے تم وہی کرو، میں تمہارے ساتھ ہوں، رہی تمہاری ماں کی بات تو وہ بھی سمجھ جائیں گی، میں اس کو سمجھا دوں گا۔تمہیں اس بات کا تو اندازہ ہے نا کہ لیاری کے حالات کیسے ہیں ، ہر ماں اپنے بچے کو اس ماحول سے بچانا چاہتی ہے لیکن بے بس اور لاچار ہے، یہ ہی وجہ ہے کہ شہباز میری بہن اور تمہاری ماں بھی مار کٹائی والے اِس کھیل سے خوفزدہ ہے "۔شہباز کی ماں نے کہا " تم بھی میرے بیٹے کو اس خطرناک کھیل کی ترغیب دے رہے ہو، میں اس کو منع کر رہی ہوں اور تم اس کی حمایت کر رہے ہو۔ بجائے اس کے کہ تم اس کو سمجھاؤ تم مجھے سمجھانے کی بات کر رہے ہو۔ جاؤ میں تم لوگوں سے بات نہیں کرتی"۔شہباز کی ماں ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی اور شہباز اور اس کا ماموں مسکرا دیے۔

شہباز اسکول کا طالبعلم تھا، اس کا باپ، چچا اور تایا اپنے دور میں لیاری کے مشہور فٹ بالرز میں شمار ہوتے تھے، لیکن شہباز کو باکسنگ سے لگاؤ تھا۔ جیسے جیسے وہ ٹیلی ویژن پر باکسنگ دیکھتا اس کا جنون اور بڑھتا چلا جاتا۔ جوانی میں انسان

طاقتور ہوتا ہے، اس کو شوق ہوتا ہے کہ وہ کسی نا کسی طرح اپنی طاقت کسی اور کو دکھا سکے۔ بس اسی وجہ سے اس نے ایک ایسی راہ کا انتخاب کیا جو جائز تھی۔ وہ لیاری میں رہتے ہوئے بھی کسی ناجائز طریقے سے طاقتور بننے نہیں نکلا تھا۔ شہباز کے ماموں امجد، کمرے سے باہر آئے تو ان کی بہن زبیدہ چارپائی پر بیٹھی تھیں۔ امجد چارپائی پر زبیدہ کے ساتھ بیٹھ گیا، بہن کے چہرے پر ایک نگاہ ڈالی اور بولنا شروع کیا" دیکھو زبیدہ یہ کھیل بالکل بھی برا نہیں ہے، نا جانے کیوں تم اس کھیل کو برا سمجھ رہی ہو، بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ کھیل کھیلنے سے بہت سے برے کھیلوں سے نجات مل سکتی ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں شہباز کو کوئی غلط مشورہ دوں گا" ؟۔

زبیدہ نے ناراضگی سے کہا" کیا خاک اچھا کھیل ہے یہ، مجھے معلوم ہے کہ تم میرے بیٹے کو کبھی بھی کوئی غلط مشورہ نہیں دو گے،لیکن میں ماں ہوں، میں کیا کروں میرا دل نہیں مانتا کہ شہباز یہ کھیل کھیلے"۔ امجد نے کہا" زبیدہ تمہیں اپنی تربیت پر ناز ہونا چاہیئے کہ تمہارا بیٹا شہباز عقلمند ہے، اس کو معلوم ہے کہ لیاری میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو نوجوان اسلحے سے اپنی دھاک بٹھا رہے ہیں ،وہ خسارے میں ہیں۔ لیاری جیسے ماحول میں رہتے ہوئے اس نے جس راہ کا انتخاب کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ باکسنگ جیسا کھیل جس کی نمائندگی پاکستان بین الاقوامی سطح پر کرتا ہے اس کو سیکھنے میں کوئی عار نہیں"۔شہباز کی ماں نے کہا" جیسا تمہارا دل کرتا ہے کرو، میں تم لوگوں کو کیا کہہ سکتی ہوں"۔شہباز کے ماموں نے اپنی بہن کو مزید تسلی دی اور وہاں سے رخصت ہوگئے۔

اگلے روز شہباز اسکول سے واپس آیا تو اس کی ماں نے کہا" جلدی سے کھانا کھالو میں نے تمہارا کھانا دسترخوان پر لگا دیا ہے، کھانے کے بعد اپنے باپ کے لیے روٹی لے جانا وہ انتظار کر رہے ہوں گے " ۔شہباز نے دسترخوان پر رکھی

پلیٹ کی جانب نظر دوڑائی، پلیٹ میں پانی جیسا شوربا تھا اور اس میں آلو کے چند ٹکڑے تیر رہے تھے۔ شہباز نے ہاتھ دھوئے اور دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگا ۔کھانے کے بعد اس نے خدا کا شکر ادا کیا کہ جیسا بھی تھا گھر میں کچھ کھانے کو موجود

تھا۔ کھانا کھانے کے بعد شہباز باپ کے لیے کھانا لے کر فروٹ کے ٹھیلے کی جانب چل پڑا۔ تپتی دوپہر میں جب بچے اسکول سے آ کر گھروں میں آرام کرتے تھے ،وہاں شہباز کو یہ سکون میسر نہیں تھا۔ اس نے باپ کو کھانا دے کر فروٹ کے ٹھیلے کا رخ کیا اور فروٹ بیچنے لگا۔ کبھی کبھار وہ آواز لگا دیتا اور گاہک آتا تو اس کو چیز دینے کے بعد اپنے اسکول کا کام کرنے میں مشغول ہو جاتا۔

لیاری میں رہنے والوں کی زندگیاں کراچی کے باقی علاقوں میں رہنے والوں سے بہت مختلف ہیں۔ تعلیم کی کمی، بے روزگاری اور معاشی پریشانیاں تو ہمارے ملک کی گلیوں میں دندناتی پھرتی ہیں لیکن لیاری کی گلیوں میں تو غنڈا گردی، قتل وغارت اور خوف کا بسیرا ہے۔ لیکن یہ صرف تصویر کا ایک رخ ہے۔ لیاری میں بسنے والے ان لوگوں کی داستانیں شاید ہی کبھی ہماری خبروں کا حصہ بنتی ہوں، خصوصاً وہ لوگ جنہوں نے اس ماحول میں رہتے ہوئے بھی فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ملک وقوم کا نام روشن کیا؛ وہ لوگ جنہوں نے خوف کے سایوں میں جوان ہو کر خوف و ہراس کو رد کرنا سیکھا ہے۔ شہباز ان ہی گلیوں میں پل کر جوان ہوا تھا جہاں کے نوجوان تیزی سے برائی کی جانب جا رہے ہیں، لیکن شہباز اپنے ماں باپ کا سہارا بننے کے لیے پڑھائی کے ساتھ ساتھ محنت مزدوری بھی کرتا تھا اور جو وقت بچ جاتا تھا اس میں باکسنگ کا شوق پورا کرتا تھا۔ سبزی کا ٹھیلا بند کرنے کے بعد شہباز نے اپنا اسکول بیگ بھی بند کیا اور بیگ گھر رکھ کر باکسنگ کلب کی جانب چل پڑا۔

ایک دن شہباز کو ایک کوچ نے باکسنگ کھیلتے ہوئے دیکھا اور اُس کی مہارت سے بہت متاثر ہوا۔ جب کھیل ختم ہوگیا تو کوچ نے شہباز سے پوچھا "نوجوان تمہارا کوچ کون ہے؟ تم کس سے باکسنگ سیکھ رہے ہو"؟۔ شہباز نے جواب دیا" میں اپنا شوق پورا کرنے کے لیے کھیلتا ہوں، لیکن میری خواہش ہے کہ میں باقاعدہ طور پر یہ کھیل سیکھوں"۔ کوچ جس کا نام مدثر تھا اس نے کہا" میں بھی باکسنگ کا کوچ ہوں اور یقیناً تمہارے جیسے نوجوان کو اپنا شاگرد بنانا چاہوں گا، جس میں پہلے ہی قدرتی صلاحیت ہے اور مجھے ان صلاحیتوں کو چمکانے میں بہت مزہ آئے گا"۔ شہباز نے کہا" یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپ مجھے اپنی شاگردی میں لینا چاہتے ہیں، میں کل سے

آپ کے باکسنگ کلب آنا شروع کردوں گا"۔ مدثر نے کہا" ہاں ضرور آنا"۔لیکن پھر شہباز کو چہرہ اچانک مرجھا گیا اور اس نے کہا" میں آپ سے باکسنگ نہیں سیکھ سکتا، میں یہ بات تو بھول ہی گیا تھا کہ میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہیں، میں کہاں سے باکسنگ سیکھوں گا۔ نا جانے کیوں میں آپ کی پیشکش سن کر خوشی کے مارے سب بھول گیا اور فوراًہاں کردی"۔ مدثر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا" تم فکر نہیں کرو ہمارا باکسنگ کلب مفت تربیت دیتا ہے اور ہم بچوں کی تعلیم کے اخراجات بھی اٹھاتے ہیں "۔شہباز نے پوچھا اس سے آپ کو کیا فائدہ ہوتا ہے اگر آپ مفت تربیت دیتے ہیں"؟ کوچ نے بتایا" میچ کھیلنے سے جو پیسے ملتے ہیں اور شہرت ہوتی ہے بس اسی سے کلب کا خرچہ چلتا ہے اور ہمارے نوجوان جب قومی اور بین الاقوامی سطح پر کھیلتے ہیں ان سے بھی ہمیں منافع ہوتا ہے" شہباز نے باکسنگ کلب میں شمولیت اختیار کرلی اور وہ مدثر کا سب سے قابل شاگر بن گیا۔وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ باکسنگ کے کھیل میں مہارت حاصل کرتا چلا گیا۔اس نے اپنے علاقے میں ہی مقابلوں میں حصہ لینا شروع کردیا اور اُس نے کئی مقابلے اپنے نام کرلئے۔ جب دولوگ یا دوٹیمیں مدِ مقابل آتی ہیں تو ان میں سے جیت اس کے ہی نصیب میں آتی ہے جس نے زیادہ محنت کی ہو یا جو اس کا مستحق ہو۔کبھی کبھی انسان ہار تو جاتا ہے لیکن اس کو بہت کچھ سیکھنے کو ملتا ہے جیسے صبر، برداشت اور حوصلے جیسی عظیم خصوصیات، جو کہ شہباز نے اپنے اساتذہ سے سیکھیں۔

شہباز باکسنگ سے وابستہ رہنے کی وجہ سے جسمانی طور پر بہت مضبوط تھا، مگر اس کے باوجود وہ محلے کی تمام لڑائیوں اور تنازعوں سے دور رہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس نے یہ کھیل تشدد پھیلانے کے لیے نہیں، بلکہ اپنے آپ کو تشدد سے دور رکھنے کے لیے اپنایا تھا۔ اس کی یہ کوشش ضرور تھی کہ علاقے کے باقی نوجوانوں کو بھی تشدد سے کھیل کی طرف لایا جائے۔ اس کام میں اس کا ساتھ دینے والے اس کے استاد تھے جو نوجوانوں کو باکسنگ جیسے کھیل کو قائم رکھنے کے لیے سرگرم تھے۔ علاقے کے نوجوانوں میں بھی اس کی عزت تھی اور وہ شہباز کو اپنے تنازعات کے حل کیلئے بھی بلاتے رہتے تھے۔ اسی دوران اس کی ملاقات یاسر سے ہوئی۔ یاسر علاقے کے ایک مجرمانہ گروہ کا کارکن تھا۔ ایک دن اس کے گینگ کے لڑکوں اور کالج کے لڑکوں میں لڑائی ہوگئی۔ موقعہ پر موجود ایک لڑکا شہباز کو ڈھونڈتا ہوا، اس کے گھر پہنچ گیا۔ دوپہر کا وقت تھا، شہباز

باکسنگ کلب کے لیے گھر سے نکلنے ہی والا تھا کہ اُس لڑکے نے کہا" شہباز بھائی، گراؤنڈ میں لڑائی ہوگئی ہے، میرے ساتھ چلیں"۔ شہباز سب کچھ چھوڑ کر اس کے ساتھ نکل پڑا۔ موقع پر پہنچ کر شہباز کو اندازہ ہوا کہ حالات اتنے بگڑے نہیں ہیں اور اس نے معاملے کو رفع دفع کروادیا۔

شہباز جب معاملات حل کرا رہا تھا، تو اس کی نظر ایک لڑکے پر پڑی، جو کہ تھا تو گینگ کا ممبر مگر اس تمام صورتحال سے ڈرا ہوا تھا۔ جب صلح ہوگئی تو شہباز نے اسے اپنے پاس بلایا اور پوچھا" تم کون ہو اور کہاں رہتے ہو؟ ڈرو نہیں سب کچھ ٹھیک ہوگیا ہے"۔ اس لڑکے نے ڈرتے ڈرتے بتایا" میرا نام یاسر ہے اور میں یہاں پچھلی گلی میں رہتا ہوں"۔ شہباز نے سلام کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا' اچھا یار تم تو میرے ہمسائے ہو میں بھی وہاں ہی رہتا ہوں"۔ اس لڑکے نے کہا" مجھے بچالیں میرا کوئی قصور نہیں میں بہت مجبور ہوں"۔ شہباز نے کہا" آخر ہوا کیا ہے مجھے سارا ماجرا بتاؤ؟ "۔ یاسر کی آنکھیں بھر آئیں اور اس نے تقریباً روتے ہوئے بتایا" میں نے گینگ میں اس لیے شمولت اختیار کی تھی کہ میرے پاس پیسے نہیں تھے، مجھے پڑھنے کا بہت شوق ہے"۔ شہباز نے کہا" ہمارے باکسنگ کلب میں ایک چھوٹی سے نوکری ہے اس سے تمہیں زیادہ پیسے تو نہیں ملیں گے لیکن تمہارا گزر بسر آرام سے ہو جائے گا، تم باکسنگ کلب آجاؤ، میں بھی وہیں باکسنگ سیکھ رہا ہوں، وہ لوگ میرے تعلیمی اخراجات بھی اٹھا رہے ہیں، تمہاری تعلیم بھی مفت ہو جائے گی، پھر جب تم کلب کے لیے کھیلو گے تو اس سے کلب کو فائدہ ہوگا"۔ یاسر نے کہا" یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن آپ کو تو معلوم ہے کہ گینگ میں نوجوان اپنی مرضی سے شامل تو ہو جاتے ہیں لیکن پھر موت ہی اس سے نکلنے کا آخری راستہ ہے"۔ شہباز نے کہا " تم اس کی فکر نا کرو، میں کچھ کرتا ہوں"۔ شہباز نے یاسر میں بھی باکسنگ کا شوق پیدا کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کی دوستی گراؤنڈ کی اس لڑائی سے باکسنگ کے رنگ تک پہنچ گئی۔ وقت گزرتا گیا اور شہباز نے نوکری شروع کر دی اور یاسر نے باکسنگ چھوڑ دی۔

ایک سفر

شہباز اب کالج کا طالب علم تھا، ماہ و سال بیتتے گئے اور وہ باکسنگ کے کھیل میں مہارت حاصل کرتا چلا گیا۔ ایک دن شہباز اپنے گھر بیٹھا ٹیلی ویژن دیکھ رہا تھا کہ اسی وقت دروازہ کھٹکا، اس نے ٹیلی ویژن کا ریموٹ ایک طرف رکھا اور دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کا کوچ مدثر اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس کے منہ سے اچانک نکلا "استاد جی آپ یہاں؟ خیر تو ہے نا"؟۔ مدثر نے کہا" ہاں بالکل خیر ہے، کیا تم مجھے اندر آنے کا نہیں کہو گے؟ ساری بات یہاں کھڑے کھڑے ہی بتا دوں"؟۔ شہباز نے کہا" نہیں نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے آیئے اندر آیئے"۔ شہباز مدثر کو لے کر گھر کے اندر داخل ہو گیا اور ڈرائینگ روم میں پہنچ کر بولا" استاد جی آپ یہاں بیٹھیں میں آپ کے لیے پانی لے کر آتا ہوں"۔ مدثر نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا" مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں میں تم سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں"۔ اب شہباز مدثر کے پاس بیٹھ چکا تھا۔ اس نے کہا" استاد جی بولیں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"۔

مدثر نے بولنا شروع کیا" دیکھو شہباز تمہارا شمار اب لیاری کے مشہور باکسروں میں ہوتا ہے، اگلے ہفتے باکسنگ کے ٹرائل ہونے والے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ تم اس میں حصہ لو، اگر تم کامیاب ہو جاتے ہو تو تم صوبائی سطح پر کھیل سکو گے "۔شہباز نے کچھ سوچتے ہوئے کہا" میرے لیے یہ فخر کی بات ہوگی، لیکن اگلے ہفتے میں نے اپنا داخلہ بھجوانا ہے اس کے لیے مجھے کالج جانا ہوگا" ۔مدثر نے کہا" تمہارے سامنے دو راستے ہیں یا تو تم خود کو منوانے کے لیے اور صوبائی سطح پر کھیل کے مقابلوں میں حصہ لینے کے لیے ٹرائل دو یا پھر اپنی تعلیم کو جاری رکھنے کے لیے اس کھیل کو چھوڑ دو اور اس کو صرف مشغلے کے طور پر اپناؤ اور اس کو پیشہ بنانے کا خیال دل سے نکال دو "۔شہباز نے کہا" مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیا کروں میں اپنے ماموں سے بات کر کے آپ کو آگاہ کروں گا" ۔مدثر نے کہا" میں تمہارے پاس بہت امید لے کر آیا تھا، کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے لیاری کی نمائندگی صوبائی سطح پر ہو، اس لیے میں نے تمہیں بتانا ضروری سمجھا، آگے تمہاری مرضی ہے" ۔یہ کہتے ہی مدثر اٹھا اور رخصت ہو گیا۔

مدثر کے جانے کے بعد شہباز تھوڑی دیر سوچتا رہا اور پھر فون اٹھایا اور اپنے ماموں کو کال ملائی کافی دیر ان کے درمیان گفتگو ہوتی رہی نا جانے وہ کس نتیجے پر پہنچے؟ البتہ جب کال ختم ہوئی تو شہباز کافی پُرسکون تھا جیسے اس نے کوئی فیصلہ کر لیا ہو۔آخر وہ دن بھی آ گیا جب اس کے کالج میں

داخلے کا دن تھا اور یہ ہی وہ دن تھا جب صوبائی سطح پر باکسنگ کے لیے کھلاڑی منتخب کیئے جانے تھے۔شہباز گھر سے تیار ہو کر نکلا اس کے ساتھ اس کے ماموں بھی تھے۔کاشف نے کہا" ماموں آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اس پریشانی

پر مدثر کے پاس آیا اور اس نے مدثر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا" استاد جی میں نے آپ کے بتائے ہوئے راستے پر قدم رکھ دیا ہے، میں ٹرائل دے آیا ہوں اگر کامیاب ہو جاتا ہوں تو پھر میں اپنے قدم آگے بڑھاتا چلا جاؤں گا جس کے

سے نکالا اور آج میں باکسنگ کا ٹرائل دینے جا رہا ہوں اب دعا کیجیئے گا کہ میں کامیاب واپس لوٹوں اور میرا انتخاب ہو جائے"۔ ماموں نے کہا" کیوں نہیں تم جب بھی کسی مشکل میں ہو گے میں تمہارے ساتھ ہوں گا، بس یہ بات یاد رکھو کہ اپنا جنون کبھی نہ چھوڑو یہ صرف تمہارا مشغلہ ہی نہیں بلکہ تمہارا جنون ہے اور مجھے امید ہے کہ تم ضرور کامیاب ہو گے"۔شہباز اور اس کا ماموں اب کلب پہنچ چکے تھے جہاں پر ٹرائل جاری تھے، وہاں سے ٹرائل دے کر شہباز واپسی

لیے مجھے مزید آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے"۔مدثر نے خوشی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا" آخر تم نے درست فیصلہ کر ہی لیا، مجھے تمہارے اس فیصلے پر خوشی ہے"۔

چند ہی دن بعد شہباز مٹھائی کا ڈبہ لے کر گھر آیا۔ شہباز کو خوش دیکھ کر ماں نے پوچھا "یہ کس خوشی میں لائے ہو؟" ۔شہباز نے بتایا "ماں میں صوبائی سطح پر باکسنگ کھیلنے کے لیے منتخب ہو گیا ہوں" ۔ ماں نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا" تم باز نہیں آؤ گے اس کھیل سے، مجھے نہیں کھانی تمہاری مٹھائی" ۔شہباز کو معلوم تھا کہ اس کی ماں کو یہ کھیل پسند نہیں اس لیے اس نے ماں کی بات کا برا نہیں مانا اور مٹھائی کا ایک ٹکڑا ماں کے منہ کے پاس لے جاتے ہوئے کہا" چلیں کوئی بات نہیں بیٹے کی خوشی کے لیے ہی کھا لیں" ۔ماں نے پیار بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے اس کے ہاتھ سے مٹھائی کھا لی۔اب شہباز صوبائی سطح پر کھیل کر لیاری کا نام روشن کر رہا تھا، کبھی کبھار کسی مقامی اخبار میں اس کی جیت کے چرچے ہو جاتے تو وہ اخبار باپ کو دیکھاتا تو وہ بھی اس کی اس کامیابی پر خوش ہو جاتا۔کبھی کبھار اس کو پیسے مل جاتے تو اس کا باپ اس کو اس کھیل کو جاری رکھنے کی ترغیب دیتا ۔ اس کا باپ اس کو اکثر کہتا کہ "یہ کھیل فروٹ کا ٹھیلا لگانے سے بہتر ہے، میں تمہارے ساتھ ہوں، ہمیشہ کامیاب رہو" ۔ایک دن شہباز گھر آیا تو اس

نے اپنے والد کو بتایا" اب میں قومی سطح کے کھیل کے لیے منتخب ہو گیا ہوں اور اگلے ہفتے میرا پہلا مقابلہ ہے"۔ اس کے باپ نے اس کو بہت دعائیں دیں اور کھیل دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔شہباز نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا" میرے لیے یہ بہت خوشی کی بات ہو گی اگر آپ کھیل دیکھنے آئیں گے، بلکہ میں آپ کو ساتھ ہی لے کر جاؤں گا"۔

قومی سطح پر کھیلنے کی باری آئی تو شہباز بیمار ہو گیا۔ اس کا بخار تھا کہ اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔اس کی ماں اس کو دیکھنے ہسپتال آئی تو بغیر دیکھے کہ وہاں شہباز کا کوچ مدثر کھڑا ہے، آتے ساتھ کہنا شروع کیا" بس آج کے بعد تم مار کٹائی کے لیے نہیں جاؤ گے، کیا فائدہ ہوا ؟ دیکھ لو تمہاری کیا حالت ہو گئی ہے"۔شہباز نے کچھ شرمندہ ہوتے ہوئے کہا" ماں یہ میرے کوچ ہیں

جو مجھے باکسنگ سیکھاتے ہیں" ۔شہباز کی ماں نے اس کی جانب دیکھا اور بولی "بیٹا تم ہی اس کو منع کرو میری بات تو یہ سنتا ہی نہیں ہے، تمہیں تو اور بہت شاگرد مل جائیں گے لیکن مجھے اور بیٹا نہیں ملے گا" ۔مدثر نے کہا" ماں جی آپ صحیح کہ رہی ہیں، ہر ماں کے اپنے بیٹے کے لیے ایسے ہی جذبات ہوتے ہیں، لیکن کیا آپ یہ نہیں چاہتیں کہ آپ کا بیٹا ملک و قوم کا نام روشن کرے" ۔شہباز کی ماں نے کہا" بیٹا اس میں ملک کا نام روشن کرنے کی بات کہاں ہے، ملک کا نام تو فوجی روشن کرتے ہیں" ۔مدثر نے ماں کی سادگی کو سمجھتے ہوئے کہا" ماں جی ہر کھیل جب بین الاقوامی سطح پر مشہور ہو جاتا ہے تو حصہ لینے والے ملکوں کے کھلاڑیوں کی وجہ سے اُن ملکوں کا نام بھی روشن ہوتا ہے" ۔مدثر کی ماں نے کہا" لیکن اس سے میرے بیٹے کو کیا فائدہ ہو گا؟ سوائے اس کے کہ وہ مار کھا کھا کر اور مار کٹائی کر کے گھر واپس آ جائے" ۔مدثر نے کہا" ماں جی آپ کے بیٹے کو جیتنے اور کھیل میں حصہ لینے پر پیسے ملتے ہیں، اس کے علاوہ ابھی جو اس کا علاج ہو رہا ہے اس کا خرچہ بھی کلب والے اٹھا رہے ہیں" ۔شہباز کی ماں نے کہا" ہاں بیٹا تم یہ تو ٹھیک کہتے ہو، اب تم سب لوگ اس کے ساتھ ہو تو میں کیا کر سکتی ہو، تم سب ٹھیک ہی کہہ رہے ہو گے" ۔شہباز چند ہی دنوں میں ٹھیک ہو گیا۔ لیکن اس کو افسوس تھا کی قومی سطح کا وہ ایک مقابلہ نہیں کھیل سکا۔ لیکن اس کے بعد اس نے کوئی بھی قومی مقابلہ نہیں چھوڑا، وہ محنت کرتا رہا۔ وہ مقابلہ جیت کر آنے کی کوشش کرتا اس میں وہ اکثر کامیاب ہو جاتا۔ اب تو اس کی ماں بھی خبروں میں اس کا نام سن کر خوش ہو جاتی، چند روپے آ جاتے تو وہ اور بھی شکر ادا کرتی۔

میرے ساتھی میرے دوست

شہباز کا شمار اب لیاری کے مشہور باکسروں میں ہوتا تھا۔ وہ قومی سطح پر بھی باکسنگ کے مقابلوں میں حصہ لیتا تھا۔ تعلیم کے حوالے سے بات کی جائے تو شہباز صرف انٹر تک ہی تعلیم حاصل کر پایا تھا، شہباز کے لیے تعلیم کو جاری رکھنا مشکل ہو گیا تھا، محدود وسائل کی وجہ سے اس نے اب باکسنگ کو ہی ذریعہ معاش بنالیا تھا۔ یہ اس کی اپنی مرضی، اپنے ماموں کی مدد اور اپنے اساتذہ کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا۔ مدثر شہباز کے بہترین استادوں میں سے ایک تھا، وہ اس کی قدم قدم پر حوصلہ افزائی کرتا اور اس کو قومی سطح کے مقابلوں میں حصہ لینے کے لیے تیار کرتا۔ باکسنگ کھیل کر چند روپے مل جاتے اس جیت میں سے جو پیسے شہباز کے حصے میں آجاتے وہ اسی پر خوش ہو جاتا تھا۔ شہباز کا نام لیاری میں باکسنگ کے حوالے سے جانا جانے لگا تھا اور وہ قومی سطح پر بھی بہت سے مقابلے جیت چکا تھا۔

شہباز کے لیے یہ بہت خوشی کا دن تھا کہ وہ ایک اور مقابلے میں جیت چکا تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ وہ کچھ افسردہ بھی تھا کیونکہ آج ہی وہ ریٹائرمنٹ کا اعلان کرنے والا تھا۔

مقابلہ جیتنے کے بعد ابھی وہ جشن ہی منا رہا تھا کہ اس کے کانوں میں ایک آواز آئی، باکسنگ کلب میں اعلان ہو رہا تھا" شہباز کو سندھ باکسنگ کلب کی جانب سے ہم شہباز کو کوچنگ کے فرائض سرانجام دینے کی پیشکش کرتے ہیں" ۔ یہ سنتے ہی شہباز کا چہرہ

خوشی سے جگمگا اٹھا، وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ قدرت اس پر اس طرح سے مہربان ہو جائے گی۔ جیسے

ہی اس نے کھیل کے رِنگ کو خیر باد کہا اس کے سامنے ایک نئی پیشکش تھی، جو اس کو اس کھیل سے جڑا رکھنے کے لیے کافی تھی۔ اس نے فوراً ہی یہ پیشکش قبول کر لی اور سندھ باکسنگ کلب میں کوچ کے فرائض سرانجام دینے لگا، اب اس کو باقاعدہ روزگار میسر آ گیا تھا۔ اس نے اپنی محنت جاری رکھی۔ کھلاڑی سے کوچ تک کا سفر آسان نہیں تھا ۔ کھیل کھیلنا، ہارنا جیتنا، بیماری اور سستی سب اس کے ہمسفر رہے لیکن اس نے ہمت نا ہاری۔

اس نے اپنے باکسنگ کے اساتذہ کے ساتھ بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا کہ جس طرح اس کے اساتذہ نے

اس کی باکسنگ سیکھنے میں مدد کی تھی اور اس کو فری باکسنگ کی تربیت دی تھی وہ بھی اسی کڑی کا حصہ بنا رہے گا، تا کہ یہ سلسلہ جاری رہ سکے۔اسی طرح اس نے اپنے علاقے لیاری میں موجود ایک کلب میں تربیت دینے کا آغاز کیا۔اسی کلب میں اس کے ساتھ اور ۴ کوچ بھی تربیت دیتے

آتی کہ ہمارے نوجوان کس جانب جا رہے ہیں"۔شہباز نے ایک سرد آہ بھری اور کہا" مدثر صاحب! آپ نے بجا فرمایا لیکن ہم یہ کام منشیات کے خاتمے کے لیے ہی تو کر رہے ہیں، اور اس کے علاوہ ہم کر بھی کیا سکتے ہیں"؟۔مدثر نے سوالیہ انداز میں پوچھا" تم منشیات کے

تھے۔ مفت تربیت اور کم وسائل کے باوجود نوجوانوں کو باکسنگ کی جانب راغب کرنا اس کا مشن بن چکا تھا۔ایک دن شہباز اپنے کوچ کے ساتھ بیٹھا تمام باتیں یاد کر رہا تھا کہ مدثر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا" یار کل میرے گھر کے پیچھے ایک چرس کا اڈا کھل گیا ہے، سمجھ نہیں

خاتمے کے لیے بھی کام کر رہے ہو؟ کبھی بتایا نہیں"؟۔شہباز نے مسکرا کر کہا" صرف میں ہی نہیں بلکہ اس کام میں آپ سب بھی میرے ساتھ شریک ہیں"۔مدثر نے کہا" میں تمہاری بات سمجھا نہیں، تم کیا کہنا چاہتے ہو"؟۔شہباز نے مدثر کو کہا" ایسے نہیں، میں یہ بات تمام لوگوں

کو بتانا چاہتا ہوں، آئیں ہم سب کو اکٹھا کرتے ہیں"۔ مدثر نے مسکرا کر کہا" اچھا تم ہمیں لیکچر دینا چاہتے ہو؟ چلو ایسے تو ایسے ہی صحیح"۔

تھوڑی دیر میں ہی انھوں نے باکسنگ کلب کے تمام نوجوانوں کو اکٹھا کیا۔شہباز نے کہا" آج میں آپ سب سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں، آپ کو معلوم ہے کہ ہم منشیات کے خاتمے کے لیے بھی کام کر رہے ہیں"؟۔شہباز کی بات سن کر سب اس کو ایسے دیکھنے لگے جیسے اس نے کوئی انہونی بات کر دی ہو۔شہباز کے کوچ مدثر نے کہا " تم ہمیں پہیلیاں ہی بجھواتے رہو گے یا ہمیں یہ بھی بتاؤ گے کہ ہم کیا کام کر چکے ہیں اور مزید کیا کر سکتے ہیں " ۔شہباز نے کہا" میں اسی جانب آ رہا ہوں، دراصل یہ بات تو آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ لیاری کے نوجوان منشیات کا شکار ہو رہے ہیں۔ہم سمجھتے ہیں کہ اس کے بچاؤ کے لیے ہم

کچھ نہیں کر پا رہے، لیکن آج میں آپ سب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ باکسنگ کلب کا ہر نوجوان اس لعنت کی روک تھام کے لیے سرگرم عمل ہے"۔
ایک نوجوان نے پوچھا" ہمارا کیا کردار ہے" ؟۔شہباز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا" آپ کو معلوم ہے نا کہ جو نوجوان کھیل کھیلتا ہے اس کو اپنی صحت کا خیال رکھنا پڑتا ہے، وہ سگریٹ نوشی اور منشیات جیسی لعنت سے خود کو دور رکھتا ہے۔ آپ سب لوگ اس کام سے بچتے ہوئے اور کھیلوں کو فروغ دیتے ہوئے اس لعنت کو ختم کرنے میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہو، سب

نوجوانوں نے نعرہ لگایا' شہباز سرزندہ باد"۔

ایک دن شہباز باکسنگ کی تربیت دے رہا تھا۔ جس شخص کو وہ تربیت دے رہا تھا وہ اس کے بہترین دوستوں میں سے ایک تھا۔ شہباز کی دوستی اس سے اسی باکسنگ کلب میں ہی ہوئی تھی۔ وہ دونوں اکثر اوقات بیٹھ کر لیاری کے حالات اور کھیلوں کے بارے میں باتیں کرتے رہتے تھے۔ شہباز کا یہ دوست پولیس میں تھا اور باکسنگ کا شوق رکھتا تھا۔ آج بھی تربیت دینے کے بعد دونوں نے تولیے سے پسینہ صاف کیا تب ہی شہباز کے دوست سلمان نے کہا" یار تم اتنی اچھی تربیت دیتے ہو آجکل ہمیں بھی پولیس باکسنگ کی تربیت کے لیے ایک ٹرینر کی ضرورت ہے "۔شہباز نے کہا" ارے واہ یار! اس کے لیے کیا کرنا پڑے گا؟ کوئی ٹیسٹ وغیرہ ہوں گے" ؟۔شہباز کے دوست نے کہا" اگر تم کام کرنا چاہتے ہو تو میں تمہاری مدد کروں گا، تم میرے ساتھ چلنا"۔شہباز رضامند ہوگیا۔ اگلے دن شہباز ٹیسٹ دینے کے لیے پولیس کے تربیتی سنٹر پہنچا۔ وہاں پر موجود سلیکشن بورڈ نے شہباز کا بائیوڈیٹا دیکھا اور اس کا پچھلا کامیاب ریکارڈ دیکھتے ہوئے اس کو اس نوکری کی پیشکش کردی۔

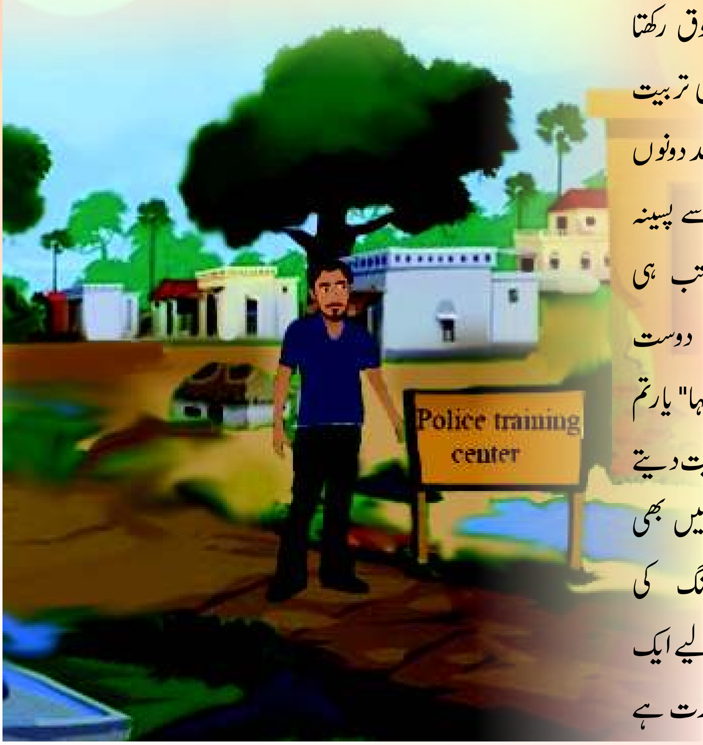

میرے علاقے کے کھیل

شہباز کے دن کا اختتام ہوا تو وہ کلب سے نکل کر گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔ راستے میں اس نے سوچا کہ آج وہ چھوٹے راستے سے جاتا ہے ایک لمحے کو اس کے ذہن میں خیال آیا کہ جو چھوٹا راستہ ہے وہ تھوڑا ویران ہے لیکن پھر وہ اسی راستے پر چل پڑا۔ ابھی وہ تھوڑا ہی دور گیا تھا کہ اس کو کسی کے کراہنے کی آواز سنائی دی۔ ویران سنسان سڑک اور آس پاس کوئی بھی نہیں ایک لمحے کے لیے شہباز چونکا اور جہاں تھا وہیں رک گیا، پھر اس کو مدد مدد پکارنے کی آواز آئی۔ اب وہ رکا ہوا اپنا سر اِدھر اُدھر گھما کر آواز کے رخ کا تعین کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ شہباز نے چند قدم آگے بڑھائے اور وہ ابھی تھوڑا ہی آگے گیا تھا کہ اس کو ایک نوجوان نظر آیا، جس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے تھے اور وہ کافی زخمی لگ رہا تھا۔ شہباز جلدی سے آگے بڑھا اس کے پاس جا کر ایک لمحے کو رکا اور اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی اس کو دیکھ تو نہیں رہا، لیکن سڑک ویران پڑی تھی اور کوئی راہ گیر بھی نہیں تھا۔ شہباز نے جلدی سے نوجوان کے ہاتھ پاؤں کھولے۔ اور اس کو سہارا دے کر اٹھایا۔ اس نوجوان نے کہا" آپ کا بہت بہت شکریہ "۔ شہباز نے کہا " ہمیں یہاں سے جلد از جلد نکلنا چاہیے، چلو ہمت کرو"۔ شہباز نے اس کو سہارا دیا، اب وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔

شہباز نے نا جانے کیا سوچا کہ وہ اس شخص کو اپنے ساتھ گھر لے آیا ۔ شہباز نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا،اس کی بیوی نے دروازہ کھولا تو وہ اس شخص کو سہارا دیتا ہوا گھر کے اندر لے گیا۔ شہباز نے اس شخص کو ایک کمرے میں بٹھایا،تب ہی شہباز کی بیوی نے کہا" آپ یہ کس کو اٹھالائے ہیں" ۔؟ شہباز نے تمام ماجرا بیان کیا۔شہباز کی بیوی نے کہا" آپ کو معلوم ہے کہ آجکل بھلائی کا کوئی زمانہ نہیں ، یہ نا ہو ہم بھی اس کی وجہ سے کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں" ؟۔شہباز نے کہا" تم اللہ پر بھروسہ رکھو، میں اس سے سارا ماجرا پوچھتا ہوں کہ اس پر کیا بیتی ہے" ؟ بیوی نے جگ اور گلاس شہباز کے ہاتھ میں تھمایا تو وہ کمرے کی جانب چلا گیا۔شہباز نے اُس شخص کو پانی دیا اور کہا" تمہارے ساتھ کیا ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے مجھے بتاؤ تا کہ میں تمہاری کوئی مدد کرسکوں" ۔

اس نوجوان کی عمر ۱۸ سال کے لگ بھگ تھی،اس نے پانی کا گلاس ہاتھ سے رکھتے ہوئے کہا" میں نے چند نوجوانوں کو لڑکیوں کو چھیڑتے دیکھا تو ان کو منع کیا، انہوں نے مجھے مارنا شروع کر دیا اور اٹھا کر لے گئے، تین دن مجھے اپنے قبضے میں رکھا اور تشدد کرتے رہے، نا جانے ان کو مجھ پر کیا رحم آیا کہ میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر پھینک گئے " ۔شہباز نے اس کو تسلی دی اور کہا' تمہیں محتاط رہنا چاہئے" ۔وہ نوجوان جوش میں آکر بولا" میں ان لوگوں کو پہچانتا ہوں، میں ان سے بدلہ لوں گا" ۔اب اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو چکا تھا۔شہباز نے اس کو کہا" تم ابھی جوان ہو تمہیں مار کٹائی کے کاموں میں نہیں پڑنا چاہیئے کہیں ایسا نا ہو کہ جوش میں اپنے ہوش کھو کر تم بدلہ تو لے لو لیکن وہ تمہارے لیے یا تمہارے ماں

باپ کے لیے عمر بھر کا روگ بن جائے"۔اس نوجوان نے غور سے اس کی بات سنتے ہوئے کہا" ہم پھر یہاں کیسے رہیں، خاموش رہتے ہیں تب بھی پٹتے ہیں اور بولتے ہیں تب بھی ہمارا یہی حال ہوتا ہے"۔

شہباز نے چند لمحے کے لیے کچھ سوچا اور کہا" تم کیا کرتے ہو"؟۔اس نوجوان نے بتایا" میں رکشہ چلاتا ہوں، میٹرک سے آگے تعلیم جاری نہیں رکھ سکا، ہاں مجھے اگر موقع ملا تو میں آگے تعلیم ضرور حاصل کروں گا"۔شہباز نے کہا" فارغ وقت میں تم میرا باکسنگ کلب جوائن کرلو، ہم نوجوانوں کی تعلیم کے اخراجات بھی اٹھاتے ہیں اور ان کو باکسنگ بھی سکھاتے ہیں"۔اس نوجوان نے خوشی سے کہا' سچ! مجھے یقین نہیں آ رہا"۔شہباز نے اس نوجوان کو چند روپے دیے اور علاج کروانے کا کہا وہ نوجوان وہاں سے رخصت ہوگیا۔اس نوجوان کو گھر سے نکلتا دیکھ کر شہباز کی بیوی اس کے پاس آئی اور کہا" اس کے ساتھ بھی یقیناً وہ ہی ہوا ہوگا جو آئے دن لیاری میں ہوتا رہتا ہے"۔شہباز نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا" ہاں! لیکن.."۔شہباز کی بیوی نے غور سے اس کی شکل دیکھی اور کہا" خیر تو ہے نا، لیکن کیا"؟۔شہباز نے سوچتے ہوئے کہا" نا جانے اس مار کٹائی اور طاقت کی نمائش سے نوجوانوں کو آخر کیا حاصل ہوتا ہے"۔شہباز کی بیوی نے کہا" یہ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ آپ بھی تو ایسے ہی کام کرتے ہیں"۔شہباز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا" ہاں مار کٹائی والا کھیل، خون کی ہولی کھیلنے سے بہتر ہے"۔

شہباز کی بیوی نے پوچھا" کیا مطلب"؟شہباز نے سمجھاتے ہوئے جواب دیا" کبھی وہ زمانہ تھا کہ لیاری میں طرح طرح کے کھیل کھیلے جاتے تھے ،نوجوان کھیلوں میں حصہ لے کر ایک دوسرے کو شکست دے کر اور اپنی طاقت کو کھیلوں میں لگا کر نام کماتے تھے جس کی بدولت وہ غلط کاموں سے دور رہتے اور کھیل کھیل کر اپنی طاقت کا استعمال کرتے تھے۔لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ کھیلوں کا رواج ختم ہوتا جا رہا ہے جس کی بدولت نوجوان غلط کاموں کی جانب گامزن ہو رہے ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ نوجوانوں کو کھیلوں کی جانب گامزن کیا جائے"۔

راہِ راست

شہباز نے پولیس کو باکسنگ کی تربیت دینے جانا تھا وہ اس نوکری سے پچھلے بائیس سالوں سے وابستہ ہے۔تربیت کے بعد وہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔گرمیوں کی تپتی دوپہر اور باکسنگ کی تربیت کے بعد وہ پسینے میں شرابور برے حال میں بیٹھے تھے۔ایک پولیس والے نے بات کا آغاز کیا "شہباز صاحب کل آپ کے محلے سے ہم نے ایک گینگ کے آدمی کو پکڑا ہے،آپ جانتے ہیں"؟۔شہباز نے ماتھے سے پسینہ صاف کرتے ہوئے کہا" میرا محلّہ ہے جناب ضرور جانتا ہوں گا ،کئی برس بیت گئے ہیں اس علاقے میں رہتے ہوئے"۔دوسرے پولیس والے نے کہا" لیکن سب آپ جیسے مشہور لوگ تو نہیں ہیں،آپ نے جیسے ایک اچھے کام میں نام پیدا کیا ہے،اس سے بالکل مختلف ایک شخص کو پکڑا ہے،اس کا نام رشید

ہے،شیدو کے نام سے جانا جاتا ہے"۔پانی کا گلاس منہ تک لے جاتے لے جاتے شہباز نے گلاس واپس ٹیبل پر رکھ دیا اور خاموشی سے پولیس کے نوجوان کو دیکھنے لگا جس نے یہ بات بتا کر جیسے اس کے سر پر بم پھوڑ دیا ہو۔پھر شہباز نے کہا" جناب وہ نوجوان کس قسم کی سرگرمیوں میں ملوث ہے"؟وہ تو میرے بہت شریف دوست کا بیٹا ہے ، یقیناً آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی"۔پہلے پولیس والے نے جواب دیا" آپ تو جانتے ہیں شہباز صاحب ہم غلط فہمی کی بنا پر اٹھائے گئے مجرموں کو ملزم کہتے ہیں لیکن شیدو پر تو بھتہ خوری کے تمام الزام ثابت ہو چکے ہیں"۔شہباز خاموش ہو گیا اور کچھ سوچنے لگا۔سب نے کھانا کھایا،کھانے کے دوران باتیں ہوتیں رہیں لیکن شہباز کا دھیان اپنے دوست یاسر کے بیٹے کی جانب ہی تھا۔

پولیس کے تربیتی سنٹر سے واپسی پر شہباز کے قدم اچانک اپنے دوست یاسر کے گھر کے جانب مُڑ گئے ۔ نا جانے وہ کن خیالوں میں مگن یاسر کے گھر کی جانب چلتا چلا جا رہا تھا۔ یاسر کے گھر کے باہر رک کر چند لمحے کے لیے اس نے کچھ سوچا اور پھر گھر کی گھنٹی بجائی۔ اندر سے آواز آئی " کون " ؟۔شہباز نے کہا" میں شہباز ہوں یاسر کا دوست" ۔یاسر نے دروازہ کھولا تو شہباز جان گیا کہ یہ آواز اس کے دوست یاسر کی ہی تھی۔ یاسر نے کہا " شہباز تم آج میرے گھر؟ خیرت تو ہے؟

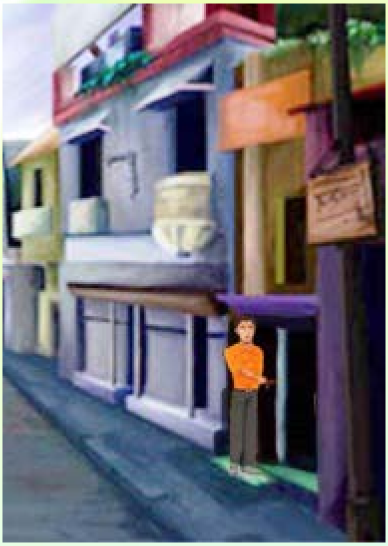

پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا اچھا اندر آؤ اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں"۔شہباز یاسر کے پیچھے گھر کے اندر داخل ہوگیا، پھر وہ دونوں ڈرائینگ روم میں بیٹھ گئے۔ حال احوال دریافت کرنے کے بعد جب دونوں جانب خاموشی ہوگئی تو یاسر نے کہا" خبر تم تک پہنچ گئی ہے "؟ شہباز نے کہا" اسی خبر کی تصدیق کرنے آیا ہوں، تم جیسے نیک باپ کی اولاد آج اتنے گھناؤنے جرم میں جیل میں ہے مجھے یقین نہیں ہو رہا۔ میں یہاں تک تو آ گیا لیکن ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ تم سے تمہارے بیٹے کے بارے میں پوچھوں" ۔یاسر نے کہا" مجھے خود معلوم نہیں ہوا کہ وہ کن سرگرمیوں میں ملوث ہے، لیکن یہ بات سچ ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو قانون کے مطابق سزا ملے تا کہ وہ آئندہ ایسی غلطی نا کرے" ۔شہباز نے کہا" تم حوصلہ رکھو، تم نے اس کو بے جا آزادی دی جس کی وجہ سے آج تمہیں یہ دن دیکھنا پڑ رہے ہیں، اس کو راہِ راست پر لانے کی کوشش میں میں تمہارا ساتھ دوں گا"۔

یاسر نے غصے میں کہا" میں اب اس کو گھر نہیں آنے دوں گا، اس نے مجھے بدنام کر دیا ہے، میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا" ۔شہباز

نے کہا" اچھا ابھی غصہ چھوڑو، اپنا وقت بھول گئے ہو؟ تم نے بھی ایک زمانے میں ایسی غلطی کی تھی" ۔یاسر نے سر جھٹکتے ہوئے کہا" یار اس کے بعد میں نے کسی بھی قسم کے غلط کاموں سے توبہ کرلی تھی، اب ایسا کچھ بھی نہیں ہے بلکہ اب تو میں ایک باعزت سرکاری افسر ہوں" ۔شہباز نے جواب دیا' لیکن تمہیں غلطی کا احساس دلایا گیا تھا، تمہارے بیٹے کو بھی جب احساس ہوگا تو وہ بھی اس راہ سے توبہ کرلے گا" ۔شہباز نے کہا" تمہیں یاد ہے کہ تم نے اسکول کی فیس بھرنے کے لیے ایک گینگ میں شمولیت اختیار کرلی تھی لیکن جلد ہی تمہیں احساس ہوگیا تھا" ۔یاسر نے کہا" اس کے لیے میں تمہارا شکر گزار ہوں اگر تم مجھے اس باکسنگ کلب میں نا لے کر جاتے جہاں باکسنگ سیکھنے پر اسکول کی فیس بھی ادا کی جاتی ہے تو آج میرا بھی یہ ہی حال ہوتا، مجھے تو پڑھائی کا شوق تھا اور میں باکسنگ

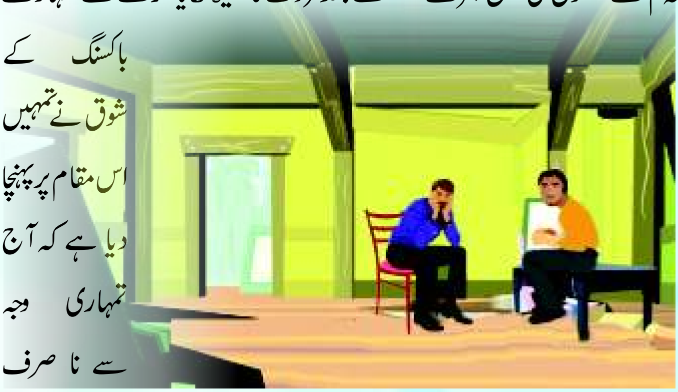

سیکھنے ویسے ہی چل پڑا، صرف پڑھائی کے پیسوں کے لیے" ۔یاسر نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور پھر بولا" نا جانے اب بھی اس قسم کے باکسنگ کلب چل رہے ہیں یا نہیں" ؟۔شہباز نے مسکراتے ہوئے کہا" میں اس کڑی کو آگے بڑھانے والا شخص تمہارے سامنے بیٹھا ہوں " ۔کافی دیر باتیں ہوتی رہیں اور پھر یاسر نے کہا" تم تو لیاری میں کافی مشہور ہوگئے ہو، مجھے یقین نہیں آتا کہ میرے ساتھ پڑھتے تھے اور اسکول کے بعد فروٹ کا ٹھیلا لگایا کرتے تھے، تمہارے باکسنگ کے شوق نے تمہیں اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ آج تمہاری وجہ سے نا صرف لیاری بلکہ پورے ملک کا نام روشن ہورہا ہے، تم اپنی زندگی میں خوش تو ہو نا" ؟۔شہباز نے مسکراتے ہوئے جواب دیا" انسان کو ہر حال میں اللہ کا شکر گزار رہنا چاہیے، ہمارے باکسنگ کلب نے محدود وسائل کے ہوتے ہوئے بھی

نام کمایا ہے لیکن میں وہاں بلا معاوضہ کام کرتا ہوں۔ جو پولیس کو باکسنگ کی تربیت سے کمائی ہوتی ہے میں اس میں خوش ہوں، ہلال کما رہا ہوں اور میری ذات سے کسی کو تکلیف نہیں ہے میرے لیے اتنا ہی کافی ہے"۔ یاسر نے کہا" میں اکثر سنتا رہتا ہوں کہ ہمارے لیاری کا باکسنگ کلب جیتا ہے، اور تمغے بھی حاصل کیے ہیں، لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ تم اس باکسنگ کلب کے کوچ ہو"۔شہباز نے کہا" صرف یہ ہی نہیں بلکہ ہمارے کلب کے نوجوان اولمپک گیمز میں بھی پاکستان کی نمائندگی کر چکے ہیں"۔شہباز نے کچھ سوچتے ہوئے دوبارہ بولنا شروع کیا" یار اب تو چالیس سال عمر ہو گئی ہے اللہ کا شکر ہے اب تک باکسنگ کے حوالے سے جو بھی کام کیا، اس میں ترقی ہی ملی ہے"۔ کافی عرصے کے بعد دوست ملے تھے کافی دیر باتیں ہوتیں رہیں اور پھر شہباز نے چلنے کی اجازت مانگی۔

ٹیلی ویژن پر خبرنامہ چل رہا تھا۔ نا جانے شہباز اور اس کے گھر والے بے چینی سے کس خبر کا انتظار کر رہے تھے۔ ان کے سامنے وہی خبریں بار بار آ رہی تھیں جو ان کی ناک کے نیچے کھیلے جانے والا روز کا کھیل تھا جس میں لیاری میں سرچ آپریشن اور ٹارگٹ کلنگ جیسے واقعات شامل تھے۔آخر وہ کیا خبر تھی جسکا انتظار شہباز اور اس کے گھر والوں کو تھا۔خبروں کا اختتام ہو گیا لیکن وہ ابھی بھی ٹیلی ویژن کے سامنے بیٹھے تھے۔اب تو صرف کھیلوں کی خبریں رہ گئیں تھیں اور کھیل کی خبروں میں لیاری کے باکسنگ کے شیدائیوں کے لیے کیا خبر ہو سکتی تھی؟یقیناً یہ خبر تو بالکل بھی نہیں کہ پاکستان ٹی ٹونٹی میچ میں کہاں تک پہنچا۔جیسے ہی کھیلوں کی خبروں کا آغاز ہوا تو شہباز کے گھر میں خاموشی چھا گئی۔کھیلوں کی خبروں میں سب سے پہلے سنائی گئی خبر تھی"لیاری کے باکسنگ کلب نے قائدِ اعظم کپ میں سات سونے کے تمغے جیت کر ملک اور قوم کا نام ایک دفعہ پھر روشن کر دیا ہے، ہم آپ کو یاد دلاتے چلیں کہ اسی کلب کے نوجوانوں نے اولمپک گیمز میں پاکستان کی نمائندگی بھی کی تھی"۔اگلی خبر نا جانے کیا تھی اس خبر کے بعد تو کان پڑی آواز بھی سنائی نا دیتی تھی۔شہباز کے گھر والے خوشیاں منا رہے تھے اور نعرے لگا رہے تھے۔

لیاری کی شان

اس رسالے کے ذریعے آپ سے آدھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ بھی ہمیں اپنے خیالات سے آگاہ کریں کہ آپ کو اپنے ہی علاقے کے لوگوں کے بارے میں جان کر کیسا لگا اور کیا آپ ان لوگوں کو پہلے بھی جانتے تھے؟

آپ ہمیں ان لوگوں کی داستانیں بھی بھیج سکتے ہیں جو آپ کے علاقے میں کسی مثبت کام کرنے یا کروانے میں سرگرم ہیں۔ اگر آپ نے اپنے علاقے میں کسی اچھے کام کی بنیاد ڈالی ہے، اگر آپ کو کبھی تشدد کا سامنا کرنا پڑا ہو یا آپ کسی غلط کام سے بھاگ کر کسی مثبت کام کی جانب آئے ہیں اس صورت میں بھی آپ اپنی کہانی ہمارے ساتھ شئیر کر سکتے ہیں۔

کیا آپ کو لیاری کی مشہور شخصیات کے بارے میں معلوم ہے؟ اگر ہاں تو ان کے کوائف ہمارے ساتھ شئیر کر کے اس رسالے میں لیاری کی پہچان کو اجاگر کرنے کا حصہ بنیں۔ اگر نہیں تو ہم آپ کو بتاتے چلیں کہ۔۔۔۔

مشہور اولمپک باکسر حسین شاہ لیاری سے تعلق رکھتے ہیں۔

سکندر بلوچ جو باڈی بلڈنگ میں سابق مسٹر پاکستان رہے ہیں ان کا تعلق بھی لیاری سے ہے۔

عمر بلوچ، غلام عباس اور استاد قاسم لیاری کے مشہور فٹ بال کھلاڑی ہیں۔

واجہ خیر محمد ندوی وہ سکالر ہیں جنھوں نے قرآن کو بلوچی زبان میں لکھا آپ کا تعلق بھی لیاری سے ہے۔

واجہ غلام محمد نور الدین تعلیم کے شعبے سے تعلق رکھنے کے ساتھ ساتھ لیاری سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان شخصیات کے بارے میں بھی مزید معلومات حاصل کرنے کے لیے پڑھتے رہیے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آپ ہی کے علاقے لیاری میں بہت سے ایسے نام ہیں جنھوں نے نہ صرف لیاری کے لیے کام کیا ہے بلکہ دنیا بھر میں پاکستان کا نام بھی روشن کیا ہے۔

ادارے سے آگاہی

انڈ ویجوئل لینڈ (آئی ایل) پاکستان اپنے آغاز ہی سے نوجوانوں کی ترقی کیلئے مصروف عمل رہا ہے۔ "فرد میگزین" اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جو پچھلے دو سالوں سے نوجوانوں سے متعلق مختلف موضوعات پر روشنی ڈالنے میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ اسی طرح پاکستان کے ۲۴ اضلاع میں "پیپ: نوجوان امن کے سفیر" کے عنوان سے تقریری مقابلوں کا کامیاب انعقاد، منتخب کردہ ۲۲ نوجوانوں کو لیڈرشپ اور کمیونیکیشن کی تربیت اور ٹیلی ویژن ریئیلٹی شو آئی ایل پاکستان کی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جنوبی پنجاب کے ۴ اضلاع اور خیبر پختونخواہ کے شہر پشاور میں مضمون نویسی کے مقابلے اور کامیاب ہونے والے طلباء و طالبات کی لیڈرشپ اور کمیونیکیشن پر دو روزہ تربیت کا انعقاد بھی انڈ ویجوئل لینڈ پاکستان کی کاوشوں کا نتیجہ ہیں۔ انڈ ویجوئل لینڈ پاکستان نے جنوبی پنجاب میں نوجوانوں کو ایک متبادل فراہم کرنے کی خاطر ایک کامک بک "شکیباں" کا اجراء بھی شروع کیا ہے۔ آئی ایل نے حال ہی میں لیاری کے محنتی اور کامیاب نوجوانوں کی کہانیاں عوام تک پہنچانے کا بیڑا اٹھایا ہے تاکہ خصوصاً لیاری کے نوجوان اِن کہانیوں سے سبق حاصل کر سکیں۔

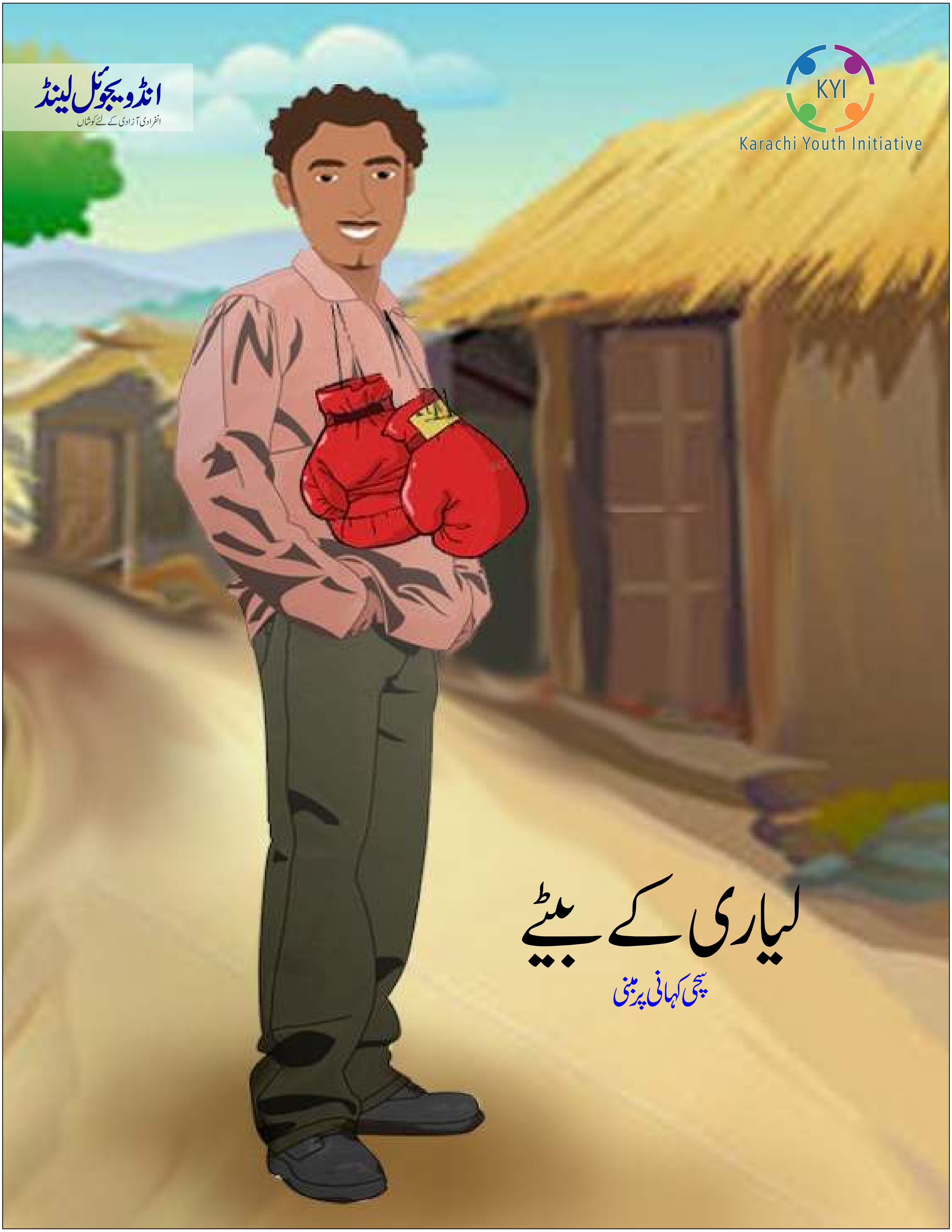
انڈو یجوئل لینڈ
انفرادی آزادی کے لئے کوشاں
KYI
Karachi Youth Initiative
لیاری کے بیٹے
سچی کہانی پر مبنی

Contact us
info@individualland.com

individualland

individualland

www.individualland.com